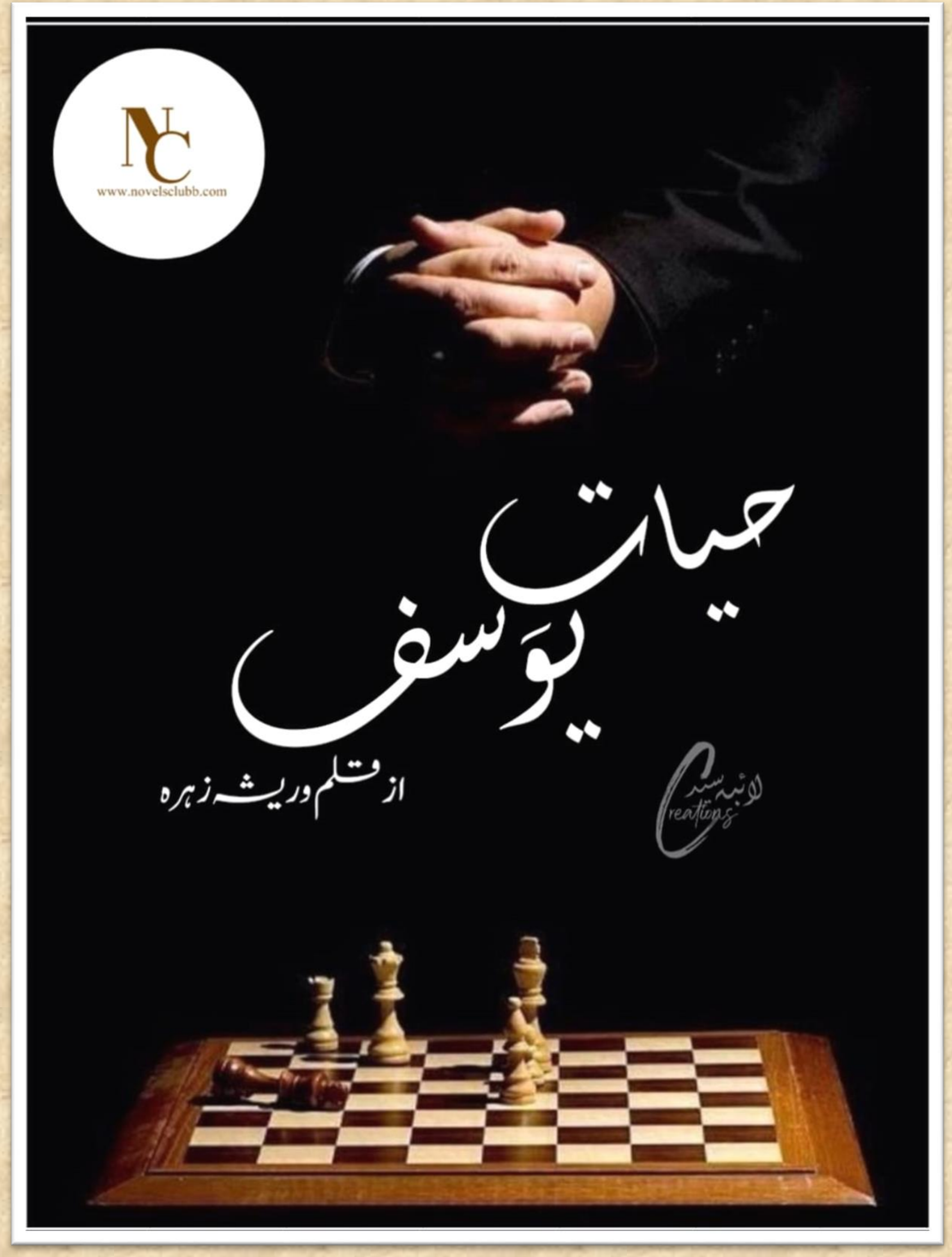
www.novelsclubb.com
حیات یوسف
از قلم وریشہ زہرہ

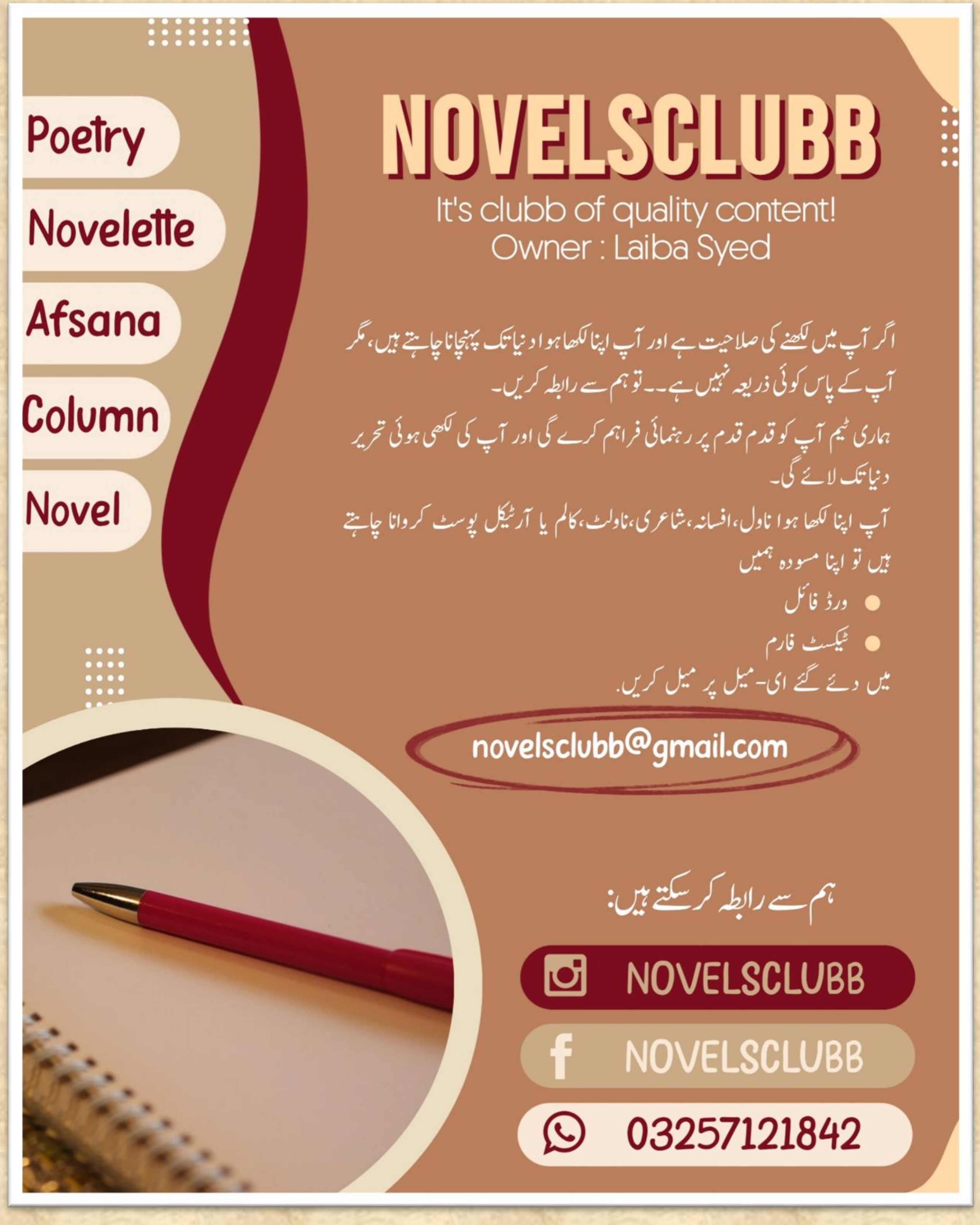
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

حیاتِ یوسف

از قلم

وریشہ زہرہ

Clubb of Quality Content!

ناول "حیاتِ یوسف" کے تمام جملہ حق لکھاری "وریشہ زہرہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

انتساب:

پہلی کتاب اُن پہلے لوگوں کے نام جنہوں نے مجھے چلنا سکھایا اور پھر اس قابل بنایا کہ میں یہ کتاب لکھ سکوں، یہ کتاب میرے ماں اور بابا کے نام جو مجھے ہر حالت میں سپورٹ کرتے رہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیشِ لفظ

یہ کتاب میرے دل کے بہت قریب ہے اور مجھے بہت عزیز ہے کیونکہ اس ناول میں موجود ہر ایک کردار کہیں نہ کہیں ہماری زندگیوں میں موجود مختلف لوگوں کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمارا معاشرہ عورت کو اس حد تک کم تر سمجھتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ حقیقت میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس پر الزام لگا دیا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان کرداروں میں خود کو تلاش کریں گے اور کچھ نہ کچھ ضرور دیکھیں گے۔ یہ ناول میرے دل کے بہت قریب اس لیے بھی ہے کہ اس میں میری زندگی کے بہت سے پہلو شامل ہیں، اور وہ پہلو ایسے ہیں جو مجھے ہمیشہ تلخ اور خوبصورت یادوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ لوگ رہیں یا نہ رہیں، یادیں رہتی ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ یادیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو یہ ناول پسند آئے گا اور آپ وہ سب دیکھ سکیں گے جو میں آپ سب کو دکھانا چاہتی ہوں، معاشرتی تلخ پہلو اور کچھ حقیقتیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خلاصہ

اس دنیا میں نہ تو سیاہ ہے اور نہ ہی سفید، اگر یہاں کوئی رنگ پایا جاتا ہے تو وہ ہے سرمئی، اور اب ان کرداروں کو یہ طے خود کرنا ہے کہ وہ سیاہ ہیں یا سفید، اور کون سا رنگ ان پر پہلے غالب آتا ہے۔

کہانی طواف کرتی ہے یوسف سلیمان اور حیات سلطان کے گرد، کہانی گناہوں، بدلے، اور محبت کی.

کہانی طواف کرتی ہے حمید خان اور داوود سلطان کے گرد کہانی بدعنوانی، طاقت کی بھوک، اور دھوکہ بازی کی.

سیاہ اور سفید کی دھندلی لکیر

ناولز کلب
Club of Quality Content

قسط نمبر 1

قصر سلطان روزمرہ کی طرح چہل پہل میں تھا، سلطان صاحب اور ان کا سب سے بڑا بیٹا داؤد سلطان صوفوں پر ایک ساتھ براجمان تھے اور سامنے لگے ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کا انڈیا اور پاکستان کا میچ کافی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

باہر آسمان اپنے رنگ تبدیل کرتا نارنجی سے سرخ رنگ بکھیر رہا تھا، سورج غروب ہو چکا تھا، پرندے اپنے آشیانوں کو جا چکے تھے، اور جیسے جیسے سورج مشرق میں ڈھل رہا تھا اس کی گرمی اور آب و تاب ختم ہو رہی تھی، بلاشبہ وہ ایک خوبصورت سا صاف آسمان والا دن تھا مگر کراچی والوں کے لیے کسی عذاب سا تھا اور کراچی کے جون سے توقع بھی کیا رکھی جا سکتی تھی۔

قصر سلطان کے کچن میں شاہانہ بیگم جلدی جلدی ہاتھ چلاتی چائے کا بندوبست کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اشاروں سے ملازموں کو بھی احکام جاری کرتی رہتی، ان کے بال بلاشبہ سفید

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رنگ میں ڈھل چکے تھے مگران کا چہرہ ابھی بھی کسی چالیس سے پینتالیس سال کی عورت جیسی جوانی اور شباہت رکھتا تھا، اپنی سرمئی آنکھوں کے ساتھ وہ ایک خوبصورت اور پرکشش خاتون معلوم ہوتی تھیں۔

وہ ہر بار سموسے کڑاہی سے نکال کر پلیٹ میں ڈالتی اور ہر بار اس میں سے ایک غائب ہوتا، وہ کچھ صلوات سناتی ہوئی اپنے دوسرے بیٹے کی بچکانہ حرکت کو مخاطب کررہی تھیں، جبکہ وہ کوئی چھوٹا بچہ نہیں تھا بلکہ چوبیس سے پچیس سال کا جوان جہان لڑکا تھا۔

اس بار جب وہ کچن میں سموسا چرانے آیا تو، شاہانہ نے پہلے ہی سموسے کو اٹھا کر اپنی دوسری طرف رکھ دیا، سموسے تیار تھے تو ان پر ایک اور بڑی سی پلیٹ الٹی کردی گویا اس سے یہ بتا رہی تھی کہ اب وہ اور چوری نہیں کرسکتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خبردار جو تم نے اب سموسہ چرایا۔" شاہانہ خفگی سے بولتی گئی جب کے مرادنے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دانت نکال لئے ابھی یہ کارروائی ختم نہیں ہوئی تھی کہ، اتنے میں ہی ایک لمبے کھلے مگر بھورے کرلی بالوں والی لڑکی اندر کچن میں دکھائی دی، جس نے لمبی آف وائٹ قمیض اور ٹائٹس پہن رکھی تھی، دوپٹہ گلے میں لٹکائے وہ کافی اجڑی سے دکھائی دے رہی تھی جیسے ابھی ابھی بستر سے نکلی ہو۔

اسے دیکھ کر مراد کے منہ میں خارش ہوئی اور یہی تو موقع تھا اسے تنگ کرنے کا جب کہ امی ابھی بھی کھولتے ہوئے تیل میں کچھ اور سامان ڈال رہی تھیں۔ اگر انہیں ذرہ سی بھی خراش آتی تو ان دونوں کی خیر نہ تھی مگر عادت سے مجبوری بھی آخر کوئی چیز ہوتی ہے۔

تو ماسٹر صاحب، کہاں تک پہنچی آپ کی ناول۔" وہ اسے ماسٹر کہہ کر چڑانے لگا تو وہ اپنی نیلی" آنکھیں گھما کر ننگے پاؤں کچن میں داخل ہو گئی، اور جا کر اوپر کچن آئی لینڈ پر جا بیٹھی۔

ایک نمک پارا اٹھا کر اس نے منہ میں ڈالا اور پھر گندا سا منہ بنا کے جو دوسرا اوالا اٹھایا تھا اسے واپس رکھ دیا، اسے نمکین چیزیں زہر لگتی تھیں، وہ میٹھے کھانوں کی شوقین تھی، اسے چائے تو ہر گز پسند نہ تھی مگر وہ کافی بہت شوق سے پیتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

امی!!! بابا کی چائے کہاں ہے؟" وہ نیند سے بھرے لہجے میں بولی اور پھر ایک لمبی جماعی" لیتی کچن آئی لینڈ سے اتر گئی، مراد وہیں کھڑا اس کے اکھڑے پن کو دیکھ رہا تھا، اسے پھر شرارت سوجھی۔

تو ماسٹر صاحب آپ کب فینس ہوں گی، مجھے آپ کی سفارش کی ضرورت ہے۔" مراد نے پھر سے اپنی چھوٹی بہن کو چھیڑنا چاہا۔

میں جہازوں کے مکینک سے بات نہیں کرتی۔" اس نے گندا سا منہ بنا کر اسے یاد دلایا کہ وہ" جہازوں کا مکینک ہے، پھر اس نے گھوم کر اپنی امی کو دیکھا جو اب تیل چولہے سے ہٹا چکی تھیں اور کچن کے دوسری طرف جا کر کسی ملازمہ سے بات کرتی دکھائی دیتی تھیں۔

شاہانہ نے ابھی تک اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا تو وہ وہیں رک گئی پھر اس کی زبان میں بھی خارش ہوئی اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرتی وہ بڑے مزے سے اب ایک کیک کا ٹکڑا اٹھا رہی تھی نیند کے آثار اب اڑ چکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رانجھے، تمہاری ہیر کب اسلام آباد جا رہی ہے؟" مراد کی شکل چھوٹی سی ہو کر رہ گئی، جبکہ " اس کی چھوٹی بہن کے منہ پر بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔

اس مہینے کے آخر میں۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولنے لگا جیسے اس کو موت پڑ رہی ہو۔ جبکہ " ،سامنے کھڑی لڑکی بڑے اسٹائل سے اپنے گھنگریالے بال پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھی اس کی مسکراہٹ ابھی بھی وہیں تھی، وہ خاصی محظوظ ہو رہی تھی اپنے بھائی کی اس حالت کو دیکھ کر۔

چوچوچو" وہ افسوس سے شانے اچکا کر سر کو دائیں سے بائیں کرتی دکھائی دی۔"

زیادہ مزہ آرہا ہے تمہیں۔" وہ جیسے بدمزہ ہو کر بولا، سامنے کھڑی لڑکی نے سر کو خم دیتے"""
ہوئے اس کی بات کی تصدیق کی تھی۔

ویسے تمہارے ایف ایس سی کے رزلٹ کا کیا بنا، ایک دو سپلیاں تو پکی ہیں۔ ہیں نہ؟" اس"
بار سامنے کھڑی لڑکی بدمزہ ہوئی تھی، اس کے پیروں سے جیسے جان تھوڑی دیر کے لیے
نکل گئی تھی۔

اب مراد کی باری تھی اس کی حالت سے مزہ لینے کی، اس نے بہت جدّوجہد سے کیک کا ٹکڑا
اندر نگلا اور اپنی امی کو آتے دیکھ کر آنکھیں گھماتی شاہانہ کی طرف مڑ گئی۔

Clubb of Quality Content

امی، بابا کی چائے۔" اس بار اس کی آواز میں وہ نیند کا تاثر تو نہیں تھا مگر اس کے منہ کا ذائقہ"
اس کے رزلٹ کی بات سے ضرور خراب ہوا تھا۔ وہ کیک کا آخری نوالا نگلنا اس کے لیے
انتہائی مشکل تھا۔

ارے وہ لال مگ میں ڈالی تو ہے ابھی فائزہ نے۔" وہ اپنی بہو کا نام لیتی اس کو مخاطب کر رہی"
تھی، مگر وہ کہیں نظر نہیں آتی تھی، چائے کا کپ اٹھا کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا مکینک جا چکا

تھااس نے لمبی سانس لیتے ہی چائے کا ایک گھونٹ لیااور پھر منہ کو سکوڑتی عجیب سا منہ بنایا۔

اسے چائے بالکل پسند نہ تھی اور اس قدر پھیکی چائے تو ہر گز نہیں۔

وہ کچن سے باہر نکل کر راہداری پار کرتی لاونج میں آئی، فضا میں سناٹا تھا مگر ٹی وی کی آواز لاونج سے باہر تک سنائی دیتی تھی، وہ انڈیا اور پاکستان کا ٹی ٹوئنٹی کا میچ ابھی بھی جاری تھا مگر اپنے آخری مراحل میں تھا، وہ اندر آئی اور سامنے شیشے کے میز پر کپ رکھتی جا کر سلطان صاحب کے سیدھے ہاتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی، اور اپنی نظریں ٹی وی پر جمالیں۔

بس آخری کے دو کھلاڑی رہتے تھے، میچ کسی سسپنس والے موڑ پر آچکا تھا۔

اس کا بڑا بھائی داؤد موبائل پر کچھ کرتا ایک دو نظریں ٹی وی پر ڈال دیتا جبکہ سلطان صاحب کی نظریں تو ٹی وی سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں، کمرے میں ٹی وی کے علاوہ کوئی انسان بات کرتا نہیں دکھائی دیتا تھا۔

وہ اپنے خوبصورت لال ہونٹوں کو دانتوں تلے دبائے بیٹھی تھی، جیسے اس کی زندگی کا انحصار اسی میچ پر ہے اور ایف ایس سی کے رزلٹ پر نہیں، جو کہ کچھ دن میں ملک الموت کی طرح اس کے جسم سے روح نکالنے کے لیے آجانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ پہلے ہی دو سال لیٹ ایف ایس سی کر رہی تھی اور اس میں بھی وہ کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی تھی، یہ اس کا دل کہتا تھا، اور رزلٹ کارڈ نے جو کہنا تھا وہ تو پھر کہنا ہی تھا۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے اس کی ایک ٹانگ بہت تیزی سے ہل رہی تھی، کچھ اس کا ذہن اس کے رزلٹ سے نہیں ہلتا تھا تو کچھ میچ کا وہ سنگین موڑ۔۔۔اُف۔۔۔اسے اپنا دماغ پھٹتا محسوس ہوا تھا۔ بے ساختہ ایک کونے میں لگی چِلر کو دیکھتی اسے آن پایا مگر اسے گرمی لگ رہی تھی۔ قصور گرمی یا چِلر کا نہ تھا بلکہ اس کا اپنا جسم ہی کافی بے سکون سا تھا۔

اس کا دل چاہا تھا کہ وہ مراد کا قتل کر دے، اس مکینک کے بچے کی وجہ سے اب وہ اپنے دماغ سے یہ سب ہٹا نہیں پا رہی تھی، وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کتنی خوش تھی کہ وہ اپنی ناول کا آدھا حصہ ختم کر چکی تھی اور اب باقی کی آدھی ناول لکھنی تھی۔ مگر اب اسے وہ سب کچھ دھواں دھواں ہوتا نظر آتا تھا۔

ٹی وی اسکرین سے پھر ایک بار نگاہ ہٹا کر سلطان صاحب کو دیکھا جو کہ اب چائے کا مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا رہے تھے، وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دیتے تھے، وہ تھے تو کوئی ساٹھ برس کے مگر ان کے خوبصورت نقوش اور رعب دار شخصیت سے ایسا معلوم نہیں ہوتا تھا، شاہانہ بیگم کی طرح سلطان صاحب کے بال بھی سفیدی میں ڈھل چکے تھے۔ سلطان صاحب کی نیلی

Clubb of Quality Content

آنکھیں اُنکے بچوں میں صرف حیات نے لے رکھی تھیں باقی اپنی ماں کی طرح سرمئی آنکھوں کے مالک تھے۔

ان کے برابر میں بیٹھے اپنے بھائی داؤد کو دیکھتی وہ اسے کچھ پریشان معلوم ہوا تھا مگر شانوں کو اچکاتے ہوئے اس نے پھر سے ٹی وی کی طرف اپنا دھیان مبذول کر لیا۔

جیسے جیسے بلے باز اب بلے کے کمالات دکھاتے رنز پورے کر رہا تھا۔ اس کے دماغ میں چلتی چیزیں بھی کافی حد تک کم ہوتی جا رہی تھیں۔

یہ باری پاکستان کی تھی آخری کھلاڑی تھا اور دس رن بنانے تھے اور پیچھے کوئی آٹھ بالز ابھی بھی باقی تھیں، اپنے ذہن میں ریاضی کرتے اس نے یہی سوچا تھا کہ اگر وہ دو رنز بھی ہر باری میں بنائیں تو بالز ختم ہونے سے پہلے ہی جیت جائیں گے۔اور پھر اچانک وقفہ آ گیا۔

ابھی وقفہ گزرا نہ تھا کہ پنڈولم سے آتی آواز تھوڑی زیادہ ہوئی اور پھر ایک گھنٹی کے ساتھ یہ آگاہ کر گئی تھی کہ سات بج چکے ہیں، چائے ابھی تک نہیں آئی تھی، وہ جلدی کھانا کھانے والے لوگ ہرگز نہیں تھے جبکہ باقی سب گھروں میں ابھی تک کھانے کے انتظام ہو چکے ہوتے ہیں۔

حیات۔۔"سلطان صاحب کی آواز اس کی سماعتوں میں بج اٹھی اور اس کے خیالات کی" ریل گاڑی جو کہ کبھی ادھر تو کبھی ادھر ڈول رہی تھی رک گئی،اس نے گھبرا کر اپنے ابو کو دیکھا،اس کی نیلی آنکھوں میں اب تھکان سی ابھرنے لگی تھی جیسے کرکٹ اسنے کھیلا ہو پاکستان کرکٹ ٹیم نے نہیں۔

بیٹا ذرا اٹھ کر نیوز چینل لگاؤ،سات بج چکے ہیں۔"وہ سر کو ہلاتی ذرا آگے ہوئی اور ریموٹ" اٹھالیا،اتنے میں ہی فائزہ چائے کی ٹرے کے ساتھ اندر آتی دکھائی دے رہی تھی،وہ ٹرالی کو گھسیٹتے اندر آ رہی تھی،اس کے بال اس کے شانوں سے آگے کی طرف گرتے تھے اور اس کا دوپٹہ اس کے گلے میں پھندے کی طرح موجود تھا۔وہ انتہائی عام نقوش کی لڑکی تھی مگر میک اپ اور سکن کیئر سے خود کو سنبھالے ہوئے تھی اور کسی بھی دیکھنے والے کو خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔

اس کے پیچھے پوری ایک ملازموں کی فوج آتی دکھائی دیتی تھی،حیات نے بے ساختہ آنکھیں گھمالیں جیسے اس کو وہ بالکل پسند نہ آئی ہوں۔

چینل تبدیل کرتی وہ ایک خبروں کے چینل پر رک گئی،وہاں 7 بجے کا بلیٹن جاری تھا،اس نے ریموٹ واپس شیشے کی میز پر رکھ دیا اور پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔فائزہ نے بڑے نفاست سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چائے کی ٹرے اٹھالی اور میز پر رکھ دی،اور اس کے بعد بریوذمہ ہو کر سائیڈ پر کھڑے ہو کر ملازموں کو احکامات دینے لگی اور وہ کون نہیں دے سکتا تھا۔

یہی سوچتے سوچتے حیات کی آنکھیں ٹی وی پر واپس مرکوز ہو گئیں، بلیٹن ابھی جاری تھا مگر ،ٹی وی اسکرین پر لال اردو میں لکھے الفاظ ابھرے اور پھر ایک خاتون کی آواز گونج اٹھی۔

بریکنگ نیوز۔"داؤد بغیر کچھ بولے اٹھا اور ریموٹ سے آواز مزید نیچے کردی،سلطان" صاحب نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا مگر داؤد نے جیسے اپنے باپ کی نظروں کو محسوس ہی نہیں کیا تھا اور پھر پیالہ اٹھائے پیچھے ہو لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آپ کو بتاتے چلیں کہ ایم پی اے سرفراز حمدان کو ان کے اپارٹمنٹ میں مردہ پایا گیا،لاش" کو مزید فورینزک اور پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے،ان کے جسم کے کئی حصوں پر بلیڈ کی مدد سے وائی-اے لکھا برآمد ہوا ہے اور ذرائع کے مطابق یہ قتل بھی یوسف سلیمان نے ہی کیا ہے،مزید کوئی ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے یوسف سلیمان کو فل وقت "گرفتار نہیں کیا گیا۔

حیات اب دوبارہ ایک کیک کا پیس اٹھا کر اپنے بھائی اور ابو کے بدلتے تاثرات کو دیکھ رہی تھی،سلطان صاحب تو خاصے مطمئن نظر آرہے تھے مگر داؤد کے چہرے سے اس کا پیلا پن

، ظاہر ہو رہا تھا، اس کی کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں، جیسے وہ بہت ہی زیادہ ضبط سے وہاں بیٹھا ہو فائزہ آ کر حیات کے بغل میں بیٹھ گئی اور چائے کی چسکیاں لینے لگی۔

بریکنگ نیوز ویسے ہی ابھی بھی اسکرین پر چل رہی تھی، اور اپنی بات کو تیسری بار دہراتے وہ اینکر اس کو چوتھی بار دہرانے ہی لگی تھی کہ داؤد نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی سکرین پر دے مارا، پہلے تو ٹی وی پر کچھ رنگ نمایاں ہوئے اور پھر وہ کالا پڑ گیا جبکہ آواز ابھی بھی نہیں رکی تھی اور وہ ویسے ہی ان باتوں کو دہراتی جاتی تھی۔ ایک دم کمرہ مزید خاموش ہو گیا جیسے سب کو سانپ سونگ گیا ہو۔

سلطان صاحب جو اپنے بیٹے کی یہ حرکت دیکھ کر کافی ناخوش تھے کچھ کہے بغیر بیٹھے رہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ انہیں کہنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ داؤد چلتا ہوا حیات کے قریب آیا۔

"یہ تم نے لگایا تھا نا۔" وہ اس پر چلا رہے تھے، حیات کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اور اس کا کیک نگلنا ایک بار پھر محال ہو گیا تھا، اس سے وہ کیا مطلب لیتی، وہ جیسے بلاوجہ اس پر چلا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ تمہارا قصور ہے۔" وہ ایک بار پھر تیز تیکھے الفاظ میں غرّاتا باہر کی طرف نکل گیا، لاؤنج کی دوسری انٹریس پر کھڑے یہ تماشا سب ملازموں کے ساتھ ساتھ، شاہانہ اور مراد نے بھی دیکھا تھا۔

حیات پل بھر کے لیے منجمند ہو گئی اس کا کیک اس کے حلق کے آخری سرے میں پھنس گیا تھا اور وہ اسے نگل نہیں پا رہی تھی، جیسے وہ اسے نگلنا بھول گئی ہو، اس کے بھائی اور اس کے تعلقات کبھی ٹھیک نہ تھے یہ بات وہ جانتی تھی مگر آج تو اس کی کوئی غلطی نہیں تھی آج پھر وہ یوں کیوں پھٹ پڑے، فائزہ حیات کے سامنے سے ہوتی ہوئی اپنے شوہر کے پیچھے گئی اور حیات کا بچا ہوا ہاتھ میں پکڑا کیک اس کی آف وائٹ قمیض پر جا گرا، اور آنسو آنکھوں سے رواں ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

○○•○○•○○•○○•○○•○○•○○•○○•○○•○

حیات باغیچے میں کھڑی اوپر تاروں کو تکتی جا رہی تھی جیسے ان سے کوئی سوال پوچھ کر ان کے جواب کی منتظر ہو، اس کی نیلی آنکھیں اب سرخ ہو چکی تھیں، وہ گلابی رنگ ابھی بھی وہاں سے کم نہیں ہوا تھا، جیسے وہ گھنٹہ دو روئی ہو، اس کا دل خاصا ہلکا تھا مگر اس کے بھائی کی اس حرکت پر وہ بہت دل برداشتہ ہو گئی تھی، تارے ٹم ٹم کرتے کالے ریشمی آسمان پر جگمگ نظر

آرہے تھے، وہ قصرِ سلطان کے بالکل آگے بنے ہوئے باغیچے میں تھی، وہاں پھولوں کی مہک ابھی بھی زندہ تھی جبکہ رات ہونے کے باوجود گرمی کی لہر برقرار تھی، اس کے ماتھے پر آئے ہوئے بال اس کے ماتھے سے چپک رہے تھے اور باقی ماندہ بال ڈھیلے سے جوڑے میں بندھے تھے۔

اس نے کسی چیز کی حرکت محسوس کی اور پھر گھاس پر کسی کے پیروں کی آہٹ مگر وہ پیچھے نہیں مڑی، پورچ میں سے داؤد کی گاڑی غائب تھی، وہ کہیں چلا گیا تھا، کہاں وہ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی جاننے کا شوق رکھتی تھی، بازو سینے کے سامنے لپیٹے وہ ابھی بھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہونا چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب تم کب تک سوگ مناتی یہاں کھڑی رہو گی؟" مراد کی آواز ہوا میں تحلیل ہوتی اس" تک پہنچی اور وہ ساتھ آکر کھڑا ہو گیا، وہ اس کے آنے سے خوش تو نہیں تھی مگر شکر گزار ضرور تھی۔

وہ اس کا وہ بھائی تھا جو اسے تنگ تو بہت کرتا تھا مگر جب مشکل ہو یا پھر کوئی راز کی بات بتانی ہو تو وہ ہمیشہ اسی کے پاس جاتی تھی۔ وہ اُسکا کرائیم پارٹنر بھی تھا اور ایک بڑا بھائی بھی۔

وہ مڑ کر اس کی اپنی ماں جیسی سرمئی آنکھوں کو دیکھنے لگی، وہ چمک رہی تھیں، پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہا تھا مگر اس کے دل میں کچھ تھا جو وہ کہنا چاہتا تھا یا پھر کوئی شرارت۔

وہ سفید ہاف سلیو شرٹ میں ملبوس تھا اور اس کے بال قدرے بکھرے ہوئے تھے، ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالے وہ ابھی بھی اپنی بہن کی لال نیلی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا، اسے افسوس تھا، ہمدردی تھی مگر اس کے احساسات اس کی آنکھوں سے عیاں ہرگز نہیں تھے، وہ بس اسی چمک کے ساتھ حیات کو دیکھ رہا تھا۔

کم آن، تمہیں پتہ ہے بھائی تم سے بہت پیار کرتا ہے، کبھی کبھی وہ غصہ ہو جاتے ہیں، اچھا" چلو کیا کھاؤ گی؟" وہ نرمی سے کہتا سر کو جھٹک رہا تھا، اس کے بال پیچھے کی طرف گرتے تھے۔

حیات اسے خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی، وہ دونوں ہی یہ بات بہت اچھے طریقے سے جانتے تھے کہ داود حیات کو پسند نہیں کرتا اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس کی نظر میں حیات کو بہت آزادی حاصل تھی، اس کی پڑھائی جو دسویں کے بعد رک جانی چاہیے تھی جاری تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ دو سال اپنی کلاس کی دوستوں سے لیٹ ایف ایس سی کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

داوود کے مطابق ابھی تک حیات کی شادی ہو جانی چاہیے تھی،اور اس میں کوئی حرج بھی تو نہیں تھا، آخر وہ اتنی خوبصورت تھی اور کوئی بھی امیر زادہ جوان کے سٹینڈرڈ سے میچ کرتا ہو مل جاتا مگر حیات کی ضد اور سلطان صاحب کی حیات کو آگے پڑھانے کی خواہش کی وجہ سے ایسا نہ ہو پایا، حیات نے سر کو جھٹکا دے کر دیکھا، ہو سکتا ہے کہ یہ خیال دور چلا جائے مگر کچھ دور نہ گیا۔ حیات نے آنسو اندر گرا دیے جو ہر بار اس کے دل پر ہی گرتے تھے اور آنکھیں بند کر لیں۔

حیات، چھوڑو، آؤ واک پر چلتے ہیں اور آئس کریم کھاتے ہیں۔" وہ پھر سے بولا جب اسے " ،پہلی بار سرخ خالی نظریں اور خاموشی ملی، اور خاموشی کتنے ہی مرضوں کی دوا ہوتی ہے خاموش رہنا آسان کا برداشت کرنا نہیں۔ اس نے سر اس بات پر ہلا دیا تو مراد مسکرایا۔

جائو چادر پہن لو، آج کی ٹریٹ تمہاری طرف سے۔" وہ اسے چھیڑنے کے لیے بولا، وہ " مڑی اور اس کو مسکرا کر دیکھا۔

غریب انسان شرم کرو، بہن کے پیسوں کی آئس کریم کھاؤ گے۔" وہ اپنا موڈ خود بھی بدلنا " چاہتی تھی، تو اسے کوشش کرنا بہتر لگا، غلطی داود کی تھی اور ہمیشہ سے ہی تھی تو وہ اس کا بدلہ سب سے خفا ہو کر نہیں دینا چاہتی تھی، وہ اندر کی طرف آئی اور مراد اسے جاتا دیکھ ایک لمبی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گہری سرد آہ خارج کی، وہ بہن بھائی کب اس دہانے پر آکر کھڑے ہوئے تھے، بتانا مشکل تھا، کب چیزیں اتنی بگڑ گئی یہ بھی بتانا مشکل تھا۔

جب وہ واپس لوٹی تو وہ ایک سفید چادر میں لپٹی ہوئی تھی، اس کے منہ پر سرجیکل ماسک تھا، اس کے بھورے بال اب چادر کے نیچے نفاست سے چھپے ہوئے تھے اور ہاتھ میں جلتا بجھتا موبائل فون جیسے کسی کی کال آرہی ہو، اس کے بھائی نے اسے اشارہ کیا اور وہ باغیچہ عبور کرتے ہوئے مین گیٹ آپہنچے۔

"تم جاب کب کنٹینیو کرو گے ؟"حیات نے اس سے دھیمی آواز میں پوچھا، مراد پیشے سے ایک ایروناٹیکل انجینئر تھا اور تب ہی حیا اور اس کے تمام گھر والے اسے میکانک کے طور پر ہی دیکھتے تھے۔ وہ ابھی گیٹ عبور کر ہی رہے تھے جب ایک نسوانی آواز نے انہیں روک دیا وہ بات کرتے کرتے رک گئی۔

"پتا نہیں شاید اگلے مہینے سے۔"مراد نے اس کی پوچھی بات کا جواب دیا، شانے اچکائے اور ابرو اٹھا کر ایک اور سرد سانس خارج کی، فائزہ سامنے سے چلتی آتی نظر آرہی تھی وہ کسی سے بات کررہی تھی اور اس کی پیشانی کا بل بتاتے تھے وہ کافی بے سکون تھی، مگر جلدی جلدی چلتی وہ ان کے پاس رکی، فون کو بند کیا اور زمانے بھر کی جھوٹی ترین مسکراہٹ دیتی بولی۔

Clubb of Quality Content

کہاں جارہے ہو دونوں؟" وہ نرمی سے پوچھتی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ "جہنم میں" حیات نے بگڑے ہوئے لہجے میں اپنے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے بولا، اور مراد اپنی ہنسی بمشکل روک پایا، مگر فائزہ نے اس کی بات نہیں سنی تھی۔ وہ ان سے ذرا فاصلے پر تھی مگر مراد حیات کے بالکل ساتھ ہی کھڑا تھا۔

بھابی ہم آئس کریم کھانے جارہے ہیں۔" مراد نے اسے بتایا تو وہ ابرو اٹھاتی مشکوک نظروں سے حیات کو دیکھنے لگی پھر سر کو جھٹکا۔ "اچھا رکو میں چادر لے کر آتی ہوں، میں ساتھ چلوں گی۔" وہ کہہ کر مڑ گئی اور ان کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ کچھ رد عمل ظاہر کریں اور اندر گھر میں چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چادر کی کیا ضرورت ہے، یہی پھندا کافی نہیں کیا۔" حیات نے تلخی سے کہا اور مراد ہنس پڑا۔

اچھا چھوڑو بھی اب، جانے دو۔" وہ اسے سمجھاتا ہوا بولا، ایک حیات ہی نہیں، گھر کا ہر فرد حتیٰ کہ ملازمین بھی اس کی جعلی شخصیت کو پسند نہیں کرتے، پتہ نہیں شہانہ کو کیا سوجھی کہ اسے اپنے گھر بیاہ کر لے آئی، حیات کا دماغ اب ان باتوں سے ہٹ گیا تھا اور خاصا اچھا محسوس کر رہی تھی، مگر فائزہ کی ساتھ جانے کی وجہ سے اسے پھر بگڑتا بھی محسوس کر رہی تھی۔

رات زیادہ نہیں تھی، ابھی بھی سوسائٹی کی سنسان سڑک پر گاڑیوں کی گزرنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔اور آس پاس کے گھروں میں رکھے گئے پالتو کتے بھی وقفے وقفے سے بھونک رہے تھے۔

فائزہ کو گئی ابھی کچھ ہی پل ہوئے تھے جب حیات بگڑ کر بولی، "مراد ہم چلتے ہیں، چھوڑو اسے،" حیات نے مشورہ دیا، مگر مراد نے سر جھٹک کر ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

بھائی سے میرے لڑنے کا کوئی موڈ نہیں ویسے ہی پریشر ککر اندر تیار بیٹھا ہے جیسے ہی داوود بھائی گھر آئیں گے وہ پھٹ پڑیں گے۔" وہ جانتا تھا فائزہ کو چھوڑ کر جانا ایسا ہی تھا جیسے خود ایک بڑا فتنے کو دعوت دینا۔اور رہی بات پریشر ککر کی تو سلطان صاحب اندر بیٹھے خاصی تیش میں تھے، حیات ان کی اکلوتی بیٹی تھی، اور وہ ان کی بیٹی تھی تو کسی کا کوئی حق نہیں بنتا تھا اس پر اس طرح چیخنے کا اور داود تو بالکل بھی نہیں جو اس سے کوئی تعلق بھی نہیں رکھتا تھا۔

جب فائزہ واپس آئی تو حیات نے چہرے کے زاویے بگاڑ لیے، ماسک کے نیچے نظر تو نہیں آیا مگر مراد نے اس کی آنکھوں کے بدلتے تاثرات دیکھ لئے تھے۔وہ مسکرایا اور پہلے مراد اور پھر حیات دہلیز پار کرتے باہر نکل ائے۔

فائزہ جب باہر آئی تو وہ سفید چادر کو اپنے کندھوں سے لپیٹے ہوئے تھی، اور اس کے بال کھلے تھے، سنہری رنگ کیے ہوئے بال سیدھے شانوں سے آگے آرام سے پھیل گئے تھے۔ پتہ نہیں بھائی کی غیرت اس کی باری میں کہاں چلی جاتی ہے، حیات کے دماغ میں بے ساختہ یہ خیال آیا۔

ان تینوں نے سفر شروع کیا۔ سوسائٹی کا مارکیٹ تک جانے کے دو راستے تھے: ایک وہ راستہ تھا جس پر لوگ پیدل چلتے تھے اور دوسرا وہ جو گاڑیوں کے لیے تھا، مگر دونوں راستوں کے درمیان بڑے بڑے عالیشان بنگلے تھے جو انہیں ایک دوسرے سے بالکل الگ کرتے تھے۔ وہ پیدل چلنے والا راستہ لے کر چل دیے، ابھی انہوں نے کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ فضا میں چنبیلی کی خوشبو پھیل گئی۔ وہ اس پارک کے سامنے سے گزر رہے تھے جہاں ان کا بچپن گزرا تھا، وہ اور مراد اکثر یہاں آیا کرتے تھے، مگر زندگی کی مصروفیت اور مشکلات جیسے جیسے بڑھتی گئیں، انہوں نے یہاں آنا چھوڑ دیا تھا۔

حیات نے اپنا ماسک نیچے کر لیا اور ایک لمبی گہری سانس لی، فضا میں کسی چیز کا کوئی شور نہیں تھا اور ان تینوں میں سے کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا، اگر آواز آتی تھی تو صرف حیات کے دل کی دھڑکن کی، جو اسے یہی یاد دلاتی تھی کہ وہ زندہ ہے۔ چنبیلی کی مہک اس کی سانسوں میں

اُتر رہی تھی، اس نے ماسک دوبارہ چڑھایا، وہ اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی مگر اگلے ہی لمحے وہ آواز اسے بڑی ناپسندیدہ گزری۔

حیات، یونیورسٹی کون سی لو گی؟" فائزہ نے خاموشی توڑ دی، اگر وہ یہاں نہ ہوتی تو ابھی تک" وہ کتنی ساری باتیں کر چکی ہوتی، مگر اس کے ہونے کی وجہ سے اب وہ کچھ بھی نہیں کہہ پا رہے تھے۔ وہ کسی بی بی سی سے کم نہ تھی۔

حیات نے آنکھیں گھمالیں، بظاہر یہ اس کی پسندیدہ عادت تھی، سرخی اب اس کی آنکھوں سے کم ہو گئی تھی، اس کا دل جو باہر آنے کی وجہ سے خاصا اچھا ہو گیا تھا اس بات سے چڑھ گیا تھا۔

نہیں، ابھی کچھ نہیں سوچا۔" اس نے ازلی روکھے پن سے کہا۔ مراد ان دونوں عورتوں کے" درمیان بس چلتا جا رہا تھا، اور اس کے دل کا حال بھی کچھ حیات جیسا ہی تھا، مگر اپنی عادت سے مجبور وہ اپنے تاثرات دکھا کر کسی کا دل بُرا نہیں کرنا چاہتا تھا جب کہ حیات اپنے تاثرات دکھا دیتی تھی۔ وہ دونوں مختلف تھے مگر پھر بھی مشکل کی گھڑی ہر دوسرے بھائی بہن کی طرح ساتھ کھڑے نظر آتے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اچھا،اور ایف ایس سی کا رزلٹ، وہ تو ابھی کچھ دن بعد آجائے گا۔" حیات نے بے ساختہ تھوک اندر کو نگلا، پتہ نہیں وہ اتنی انبیر بل کیوں تھی، مگر جو بھی تھا اس وقت اسے اس کو برداشت کرنا تھا۔

ہاں۔" ہاں بس اس نے اتنی ہی بولا، وہ بھی سپاٹ انداز میں، مراد نے ہونٹ بھینچ لیے اور" کچھ کہنے سے رکا۔ وہ حیات کی بے رخی کو سمجھتا تھا مگر فائزہ نے اس کے ساتھ آج تک کچھ بُرا نہیں کیا تھا۔

وہ اس کی بے رخی کو محسوس کر رہا تھا، وہ ہمیشہ ایسی نہیں تھی، فائزہ کو ناپسند کرتی تھی، یہ درست تھا، ہر شخص کی طرح مگر اتنی بے رخی تو کبھی نہیں اپنائی تھی۔ اس نے سر جھٹک دیا اور پھر خیال جھٹکنے کی کوشش کی، وہ اسے ضرور سمجھائے گا، مگر کیا وہ وقت آئے گا جب اسے موقع ملے گا حیات کو سمجھانے کا، ہاں ضرور کیوں نہیں ملے گا، اس کا دل اس خیال پر پتہ نہیں کیوں کھٹک رہا تھا۔ وہ کچھ زیادہ سوچ رہا تھا کیونکہ اسے حیات کی فکر تھی۔ ہاں یہی وجہ تھی اور کیا وجہ ہو سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ اب اس راستے کے آخر پر پہنچ گئے تھے، اکیلی اندھیری رات، اسٹریٹ لائٹس کی جلتی روشنی اور اس کے پاس ارد گرد جمع پتنگے روشنیوں کی محبت میں خود کو جلاتے۔ جس طرح انسان جلادیتا ہے۔

لیکن مارکیٹ میں خاصا رش نظر آتا تھا، جیسے ابھی رات کے دس نہیں بلکہ دوپہر کے تین بج رہے ہوں، جہاں وہ رکے وہاں سے آئس کریم کی دکان نظر نہیں آتی تھی، وہاں ایک اور گلی تھی اور اس کی دیوار کے پاس فائزہ جا کھڑی ہوئی اور ٹیک لگالی، بڑی سہولت سے۔

وہاں بہت آدمی ہے، میں اور حیات یہی رک جاتے ہیں۔" فائزہ نے مراد کو دیکھتے ہوئے" کہا، حیات نے شانے اچکا دیے اور مراد نے سر کو اس بات پر ہلاتے ہوئے وہاں سے مڑ کر مارکیٹ کی طرف چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حیات اب فائزہ کے تھوڑے قریب اس گلی کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی، مراد اب ان لوگوں میں گھلتا نظر آرہا تھا، اس کا ماسک اس کے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا۔ اس کا فون بجا تھا، ساتھ ہی فائزہ کا بھی، حیات نے اپنے فون کو پہلے سائلینٹ کیا اور پھر کال اٹینڈ کی، یہ شاہانہ کا فون تھا۔

بیٹا کہاں چلے گئے تم لوگ؟" شاہانہ فکرمندی سی بولی، فائزہ اب وہاں نہیں تھی، حیات نے اسے اس اندھیری گلی میں جاتے دیکھا۔

آئس کریم کھانے آئے ہیں، مراد اور بھابھی ساتھ ہیں۔" وہ اداس لہجے میں بولی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی، پھر اپنے بھائی کی تلاش میں مارکیٹ کی طرف دیکھا، وہ کہیں نہیں تھا اور نہ ہی فائزہ۔

بتا کر تو جاتے۔" شاہانہ بیگم ابھی بھی ناراض نظر آرہی تھی، حیات نے پلک جھپکا کر ایک لمبی گہری سانس اندر لی۔

اچھا نا امی، آرہے ہیں، کیوں پریشان ہوتی ہیں۔" شاہانہ کے دل کو تسلی دیتے ہوئے، اس نے فون بند کر دیا، اب وہ اس راستے پر اکیلی تھی، اس کا دل زور سے پتہ نہیں کیوں دھڑک رہا تھا، اسے کچھ اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا، وہ مڑی اور اپنے بھائی کی سمت دیکھا جو ابھی بھی واپس نہیں آیا تھا۔

پھر ننھے ننھے قدم اٹھاتی وہ گلی تک آئی، گلی خاصی چوڑی تھی اور دونوں طرف گھر تھے، اس گلی میں تو اسٹریٹ لائٹس بھی نہیں تھیں، مگر روڈ کی اسٹریٹ لائٹس کی وجہ سے شروع کا تھوڑا سا حصہ روشن نظر آتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلی کے آخر میں نظر دوڑاتے،اسے کسی کا سایہ نظر آیا،وہ ایک وین کے پاس کھڑی تھی،وہ کسی عورت کا وجود معلوم ہوتا تھا،ہیولیٰ تو یہی سمجھ میں آتا تھا،اب اس سائے نے اس کی طرف آنا شروع کیا،وہ جس طرح چل رہی تھی،مشکل نہیں تھا بتانا کہ وہ کون تھی،پہلی بار فائزہ کو دیکھ کر اسے تھوڑا سا سکون آیا تھا۔

،ایک سوال جو اس کے دل میں ابھرا وہ یہ تھا کہ وہ وہاں کیا کرنے گئی تھی،وہ نہیں جانتی تھی ،حیات نے قدم آگے بڑھایا،فائزہ اندھیرے میں سے نمودار ہوئی اور اس نے مسکرا کر دیکھا وہ عجیب سی مسکراہٹ تھی،وہ اس کی اس مسکراہٹ کو نہیں جانتی تھی،حیات ابھی اس گلی میں پوری طرح داخل نہیں ہوئی تھی مگر فائزہ اس کے قریب آئی اور رک گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بھابھی۔۔"وہ بمشکل بول پائی جب فائزہ نے ہاتھ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا،وہ اپنا توازن کھو" بیٹھی مگر اگلے ہی لمحے کسی کی گرفت اس نے خود پر مضبوطی سے محسوس کی،وہ ایک لمبا سا پردہ پوش آدمی تھا،پی کیپ پہنے ہوئے اور کالے ماسک میں تھا،حیات نے چیخنا چاہا مگر ہر چیز اتنی تیزی اور فوراً ہوئی کہ اسے موقع نہیں ملا۔

وہ آدمی اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھسیٹ رہا تھا، وہ گلی جو اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی اب روشن ہوگئی تھی، وین اسی طرف آرہی تھی، اس نے فائزہ کو اس گلی سے رو راور پھر مارکیٹ کی طرف جھانکتے دیکھا، جیسے وہ دیکھنا چاہ رہی تھی کہ کوئی آتو نہیں رہا۔

حیات اپنے ہاتھ پاؤں مارتی، فائزہ کی طرف شاک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، بے بسی کا عالم تھا، وہ لمبا آدمی اسے گھسیٹ رہا تھا، فائزہ اب اس سے خود کو دور جاتی نظر آرہی تھی مگر وہ حیات کو ہی دیکھ رہی تھی، کسی فاتحانہ انداز میں، حیات نے بے ساختہ ہاتھ ہوا میں اٹھا کر جیسے اس کی مدد طلب کرنی چاہی مگر اس کا ٹوٹا ہوا فون ہوا میں لہراتی فائزہ اس سے الوداع کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے مزاحمت کی ایک بار پھر کوشش کی مگر اس آدمی کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کی اپنی سانسیں بھی اُکھڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔

،آنسو اب آنکھوں کے کناروں سے جھلک رہے تھے اور قطار کی صورت میں بہہ رہے تھے وہ اپنے خیالات کا یقین نہیں کرنا چاہتی تھی، یہ سب کچھ جو اسے اپنی سینس بتا رہی تھی۔ فائزہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔

وہ بے یقینی، بے چینی، بے بسی اور ہر اس جذبے کو محسوس کر رہی تھی جو اس لمحے میں اس کا ساتھ دے رہا تھا، آنکھیں بند کرتی، اپنے خاندان کو دیکھ پا رہی تھی، ایک اور ہمت کی لہر اس میں دوڑ گئی اور کچھ کوشش کے بعد بھی جب وہ کچھ نہ کر پائی تو اس نے اس آدمی کو دانتوں سے کاٹنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی ناکام ہو گئی۔

اسے وین میں ڈال دیا، اب اسے کسی اور شخص نے پکڑ لیا اور پھر جیسے ہی پہلے شخص نے ہاتھ اٹھایا، ایک رومال اس کے منہ پر رکھ دیا گیا۔

جوں جوں وہ سانس لیتی، وہ دوا اس کے جسم میں جاتی محسوس ہوتی، اس کی سانسیں گہری اور بوجھل ہوتی جا رہی تھیں جبکہ خیالات اب بکھرنے لگے، اس نے اپنے والد، اپنی ماں اور پھر اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھا مگر جیسے ہی فائزہ اس کے دماغ میں اُبھری، اس کی سانسیں منتشر ہو گئیں، اور اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں، اور اسے نیند کی وادیوں میں لے گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: